

توقیر احمد ندوی

رفیق دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ

عہد نبوی ﷺ میں تحریر و کتابت کا رواج

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تحریر و کتابت کا رواج نہیں تھا حالانکہ اس زمانے میں عرب میں بہت سے یہود قبائل آباد تھے جن میں علماء و احبار کی بڑی تعداد تھی ان ہی کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے:

”فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون هذا من عند اللہ“ (بقرہ ۷۹)

”ان کا برا ہو جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔“

گوسحابہ کرام عموماً نوشت و خواند سے واقف نہ تھے تاہم ان میں سے ایسے لوگ بھی تھے جو لکھنا جانتے تھے اور رسول اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہود کے جو علماء اسلام قبول کرتے تھے وہ ان صحابہ کو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے تعلیم دیتے تھے اس کے علاوہ اسیران بدر میں جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کی رہائی کی شرط یہ قرار پائی تھی کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں پھر آپ پر جو وحی نازل ہوتی تھی اسے لکھنے پر آپ نے کئی حضرات کو مامور کیا تھا اسی طرح خرید و فروخت اور دین وغیرہ کے معاہدے و معاملات آپ نے لکھ لئے جانے کی ہدایت کی تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمى فاكتبوه (بقرہ ۲۸۲)

اے ایمان والو! جب تم کسی متعین مدت کے لئے قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کچھ لوگ تحریر و کتابت سے بہ حسن و خوبی واقف تھے ابتداء میں رسول اللہ ﷺ نے قرآن وحدیث کے خط ملط ہو جانے کے اندیشے سے احادیث قلم بند کرنے سے منع کیا تھا جیسا کہ فرمایا: لا تکتبوا عسی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ^(۱) (قرآن کے مجھ سے کچھ اور نہ لکھو اگر کسی نے لکھا ہے تو اسے مٹا دے) مگر جب لوگوں میں قرآن وحدیث میں امتیاز کی صلاحیت پیدا ہو گئی تو آپ نے احادیث لکھنے کی اجازت دے دی تھی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

اكتبوا الی من یلفظ بالاسلام من الناس^(۲) ”جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں میرے

لئے ان کی فہرست تیار کرو۔“

یہ روایت بھی ہے کہ لما اراد رسول اللہ ﷺ ان يكتب الى الروم قالوا انهم لا يقرؤون كتابا الا مختوما قال فاتخذ رسول الله خاتما من فضة (۳)

”جب رسول اللہ ﷺ نے رومیوں کو نامہ مبارک ارسال کرنا چاہا تو لوگوں (صحابہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے لہذا آپ نے چاندی کی ایک مہر تیار کروائی۔“

علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت قبیلہ قریش کے سزا شخاص لکھنا جانتے تھے ان میں شفاعت عدویہ بھی شامل تھیں ان ہی نے حضرت حصہؓ کو بھی لکھنا سکھایا تھا اسلام کے ابتدائی زمانے میں انصار میں حضرت سعد بن عبادہؓ۔ منذر بن عمروؓ۔ ابی ابن کعبؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ رافع بن مالکؓ۔ اسید بن خضیر بن عدیؓ۔ بشیر بن سعدؓ۔ سعد بن ربیعؓ۔ اوس ابن خوئؓ اور عبداللہ بن ابیؓ وغیرہ لکھنا جانتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سعید بن العاصؓ زمانہ جاہلیت سے ہی اس سے واقف تھے۔ اسیران بدر کے علاوہ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے بچوں کو لکھنا سکھانے کا حکم دیا تھا حضرت عبادہ بن صامتؓ اہل صفہ کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ کتابت کی بھی تعلیم دیتے تھے حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہ کر رقعات اور ٹکڑوں سے قرآن جمع کیا کرتے تھے غرض عہد نبوی میں تمام اہم امور و معاملات تحریری شکل میں انجام پاتے تھے اس کے لئے آج کل کی طرح اگر چہ کوئی باقاعدہ شعبہ قائم نہ تھا پھر بھی اس کا پورا التزام تھا اور احتیاط کی بنا پر آپ ہر کام کے لئے دو مخصوص ذمہ دار کا تب مقرر کرتے تھے اور وحی لکھنے والے تو متعدد صحابہ ہوتے تھے اور تحریروں کی حفاظت کا بھی بندوبست کیا جاتا اور کاتبین اپنی ذمہ داری بہ حسن و خوبی انجام دیتے۔

آپ کے مخصوص کاتبین میں حضرت علی ابی طالبؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ وحی کی کتابت کرتے ان کی غیر موجودگی میں ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ یہ خدمت انجام دیتے آنحضرت ﷺ کی ذاتی ضروریات و حوائج کو حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ اور حضرت معاویہ بن ابی سفینؓ لکھا کرتے حضرت معاویہ کو کتابت وحی کا شرف بھی حاصل ہوا لوگوں کے قرضہ جات اور معاملات و قضا یا لکھنے کی خدمت حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت حصین بن نمیرؓ کو تفویض کی گئی تھی۔ عرب قبائل کے پانی کے چشموں اور انصار کے خاص خانگی امور کی تحریر پر حضرت عبداللہ بن ارقم بن غبہ لیوثؓ اور علان بن عقبہؓ مامور تھے اسی طرح غنایم کے جمع و تقسیم کا باقاعدہ اندراج ہوتا تھا یہ خدمت حضرت معقیب بن ابوفاطمہؓ انجام دیتے حضرت زید بن ثابتؓ کتابت وحی کے ساتھ ساتھ امراء و سلاطین کے نام خطوط اور دعوت نامے بھی لکھتے ان کاتبوں کی غیر حاضری میں حضرت حظلہ بن ربیعؓ بن مویحؓ ان کی نیابت کرتے اسی لئے ان کا لقب ”الکاتب“ تھا اور یہی آپ کے خاتم برادر بھی تھے آپ کے عم محترم حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے متعلق کہا جاتا

ہے کہ وہ غزوہ بدر سے پہلے ہی خفیہ طور سے مسلمان ہو چکے تھے اور کفار مکہ کی سازشوں سے تحریر کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا کرتے تھے۔ (۴)

نبی کریم ﷺ نے جن صحابہ کرام کو بحیثیت کاتب وحی مقرر فرمایا تھا، ان کی تعداد خاصی ہے مگر کتب سیر میں ان کے نام اور تعداد میں اختلاف ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وحی کو کتابت کے ذریعہ سے محفوظ کرنے کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا تھا، حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں جب ہم ایک قرآن مجید لکھ لیا کرتے تو آپؐ اسے پڑھا کر سنتے اور غلطی درست کر دیتے تھے اور اس بات کی خاص ضرورت تھی کہ جس ترتیب سے میں تم کو بتاؤں اسی ترتیب سے لکھو (۵)۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت زیدؓ قلم دوات کاغذ، چوڑی ہڈی یا پتلے پتلے پتھر لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے رہتے تھے جب وحی آتی، آپؐ بولتے اور وہ لکھتے جاتے تھے کہیں پر گھٹانے بڑھانے کی ضرورت ہوتی تو آپؐ فرماتے زیدؓ قلم ارشاد کرتے تھے چنانچہ ایک آیت میں جب ”غیر اولی الضر“ کے بڑھانے کی ضرورت ہوئی تو اس کو ہڈی کے شگاف کے پاس لکھا (۶)۔ بخاری شریف میں بھی حضرت زیدؓ کے نام کی صراحت کے بغیر یہ حدیث موجود ہے۔ (۷) امام ترمذیؒ حضرت انسؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب ہم قرآن لکھا کرتے تو حضورؐ فرماتے:

صعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا (۸) بعض واقعات میں تو مصحف پڑھنے کا ذکر بھی موجود ہے، حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کے سلسلہ میں جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ جب وہ اپنی بہن کے یہاں بیٹھے تو میاں بیوی تاوت قرآن میں مشغول تھے ظاہر ہے اس وقت تک جتنا قرآن نازل ہوا تھا وہی مصحف کی شکل میں رہا ہوگا۔

کاتبین وحی کی فہرست میں بیس (۲۰)، چھبیس (۲۶)، اڑتیس (۳۸) اور بیالیس (۴۲) نام ملتے ہیں ابن سید الناس نے اڑتیس نام درج کئے ہیں اور البصرة الحلبیہ میں بیس نام لکھے ہیں، امام بخاری کے یہاں جو نام ملتے ہیں ان میں سعد بن عبید بن نعمان اوی، اور داود بن عمر بن زید بن فیس، معاذ بن جبل بن عمرو خزرجی، ثابت بن زید بن نعمان خزرجی، ابی بن کعب بن مالک بخاری، عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابتؓ وغیرہ کا نام شامل ہیں، حضرت معاویہ کے بارہ میں مذکور ہے کہ ان کو ان کے والد ابوسفیان کی درخواست پر مامور کیا گیا تھا۔ (۹)

اوپر گزر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ وحی کی کتابت کرا کر اسے محفوظ کرنے کا پورا اہتمام فرماتے، چنانچہ نزول وحی کے وقت جو کاتب بھی خدمت میں موجود ہوتے اس سے آپؐ اسے لکھا لیا کرتے، لیکن اگر کوئی نہ ہوتا تو کسی کو بلا لیتے، حضرت عثمانؓ کہتے ہیں: کان اذا نزل عليه الشئ دعا بعض من يكتب (۱۰) اسی طرح بخاری شریف میں حضرت برؓ کا قول درج ہے وہ کہتے ہیں جب آیت ”لا يستوى القاعدون“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زیدؓ کو لکھنے کے لئے طلب فرمایا۔ (۱۱) عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے قرآن

لکھا کرتے تھے^(۱۲) اسی طرح حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو یزید رضی اللہ عنہم وغیرہ^(۱۳) کے کتابت کردہ چار نسخوں کے علاوہ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ اور حضرت سعید بن عبیڈہ کے نسخوں کی موجودگی کا پتا چلتا ہے، اگر طبقات ابن سعد سے اس سلسلے کی تمام روایات جمع کر لی جائیں تو معلوم ہوگا کہ عہد نبوی میں کم از کم قرآن مجید کے دس نسخے پائے جاتے تھے۔^(۱۴) جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ تحریر و کتابت کا رواج عہد نبوی میں پورے طور پر ہو گیا تھا۔

متحد مصحابہ کرامؓ کے بارہ میں مذکور ہے کہ وہ یادداشت کی کمزوری کی بنا پر آپؐ سے جو کچھ سنتے اسے ضبط تحریر میں لے آتے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، ایک انصاری نے اپنی یادداشت کی کمزوری کی شکایت کی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ”استعن بيمينك واومابيدہ الخط“^(۱۵) اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کی طرف اشارہ فرمایا، حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں، میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا، ہم آپؐ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں اور اسے لکھ لیا کرتے ہیں، اس سلسلہ میں آپؐ کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: لکھتے رہو اس میں کوئی حرج نہیں، حضرت انسؓ نے اپنے بچوں سے کہا، اس علم (حدیث) کو لکھ لیا کرو، آپؐ نے اہل یمن کے لئے لکھوا کر احکام مجھوائے، اس میں لکھا تھا قرآن صرف پاکی کی حالت میں چھوا جائے، غلام خریدنے سے پہلے آزاد نہیں کیا جاسکتا اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں۔ مجاہدؓ کہتے ہیں، ہم نے عبد اللہ بن عمرو کے پاس ایک کتاب دیکھی، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ”صادق“ ہے، حضرت عبد اللہ کہتے ہیں اس کو میں نے خود آنحضرت ﷺ سے سنا اور اس میں میرے اور آپؐ کے درمیان کوئی دوسرا نہیں ہے، حضرت معبد بن ہلال سے منقول ہے جب ہم لوگ حضرت انسؓ سے حدیثوں کے متعلق زیادہ پوچھ گچھ کرتے تو وہ تمام حدیثیں جو ان کے پاس لکھی ہوئی بہ حفاظت رکھی تھیں لے آتے اور کہتے یہ وہ حدیثیں ہیں جن کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر لکھی لی تھیں اور آپؐ کو سنا کر تصدیق بھی کرائی تھی، حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جو کئی پشتوں تک ان کے خاندان کے پاس موجود تھا، جس کا نام ”کتاب سعد بن عبادہ“ تھا، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے بھی اپنا اپنا مجموعہ حدیث مرتب کیا تھا، ان کے علاوہ حضرت سعد بن ربیع بن عمروؓ حضرت سرہ بن جندبؓ حضرت عبد اللہ بن ربیعہ بن مرقدہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ وغیرہ نے بھی حدیثیں لکھی تھیں، کنز العمال میں فضائل حدیث میں ایک روایت ہے: قال (رسول اللہ) من كتب عني اربعين حديثا رجاء ان يغفر الله له غفر له^(۱۶) مستدرک حاکم میں بھی منقول ہے علم کو کتابت میں قید کر لو، حضورؐ کا ارشاد ہے، ”میں تمہارے اندر ایک ایسی چیز (قرآن) چھوڑ کر جاؤں گا، جس کو تم اگر مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے“^(۱۷)

امروسلطین کے نام تبلیغی خطوط بھی روانہ فرمائے، صلح حدیبیہ کے شرائط اور معاہدوں کی تحریر و کتابت کے ذکر سے سیرت کی کوئی کتاب خالی نہیں، آپؐ جب کسی صحابی کو کسی خطے کا عامل بنا کر بھیجتے تو اسے صدقات و زکوٰۃ وغیرہ کا نصاب تحریری شکل میں ضرور دیا کرتے، آپؐ نے جب حضرت انس بن مالکؓ کو بحرین کی طرف روانہ کیا، تو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے زکوٰۃ کے متعلق کچھ احکام لکھوا کر ان کو دیے۔ ان ابابکر کتب لہ هذا الكتاب لما وجهه الى البحرين، بسم الله الرحمن الرحيم، هذا فريضة الصدقة التي فرض النبي ﷺ (۱۸) مشہور صحابی رسولؐ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کے سوا کسی کے پاس مجھ سے زیادہ حدیث رسولؐ کا سرمایہ نہیں، اس کی وجہ یہ کہ حضورؐ کی تمام باتیں وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا، ما من اصحاب النبي ﷺ احدا اكثر حديثا عنه مني الا ما كان من عبد الله بن عمرو فانه كان يكتب ولا اكتب۔ (۱۹) امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے، حضرت عمرو بن حزمؓ کو جب خبر ان کا عامل کر بھیجا تو آپؐ نے ان کے لئے صدقات و دیات اور فرائض و سنن وغیرہ سے متعلق ایک کتاب تحریر کرا کر ان کے حوالہ کی، بقول محمد بن شہاب زہری کے یہ کتاب چمڑے پر تحریر تھی، اور عمر بن حزمؓ کے پوتے ابو بکر بن حزم کے پاس تھی جس کو انہوں نے بھی دیکھا اور پڑھا تھا، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک مجمع میں دریافت کیا، کسی کو معلوم ہے کہ آپؐ نے شوہر کی دیت میں سے بیوی کو کیا دلایا ہے؟ حضرت ضحاک بن سفیانؓ نے جواب دیا، مجھے معلوم ہے حضورؐ نے مجھے یہ لکھوا کر بھیجا تھا یہ تحریر اشیم نامی صحابی کی بیوی کی وراثت سے متعلق تھی، آنحضرتؐ نے حضرت ابوشاہؓ یعنی کوفہ کے موقع پر دیئے جانے والے خطبہ کو تحریر کروا کر دینے کا حکم فرمایا تھا۔ (۲۰)

مختلف قبائل و افراد کے نام خطوط اور احکام اسلامی بھی لکھوا کر روانہ کئے گئے، جن کی تعداد بے شمار ہیں، ان میں سے بہت سے آج تک موجود بھی ہیں اور وقتاً فوقتاً یہ بحث و گفتگو کا موضوع بنتے رہتے ہیں، نجاشی کے خط کے سلسلہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ قطر از ہیں، ابھی حال میں حبشی اطالوی جنگ کی ابتدا میں اخباروں نے (ہمد نے مصر کے اخبار البلاغ اور اس نے اولیس ابابا کے اخبار برہان اسلام سے نقل کر کے) یہ خبر شائع کی تھی کہ نجاشی نے اپنے خزانے سے آنحضرتؐ کا یہ خط جواب تک محفوظ ہے نکال کر مسلمانوں کے ایک وفد کو دکھایا تھا۔ (۲۱) ان ہی کے بقول آنحضرتؐ کا ایک مکتوب بنام کسریٰ پرویز بن ہرمز بھی اپنی اصلی حالت میں دریافت ہو چکا ہے، مورخین اور ارباب سیر کا ہمیشہ سے حضورؐ کے خطوط اور حکم ناموں کو محفوظ رکھنے کا رجحان اور معمول رہا ہے، ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ رسولؐ اگر ﷺ نے السعیر بن عدا کو جو دستاویز لکھ کر دی تھی وہ ان کے بیٹے ابن سعد کے سلسلہ رواۃ میں یحییٰ بن سلمان کو دکھائی تھی، عبد اللہ بن یحییٰ بن سلمان قال، ارانی ابن لسعیر بن عدا کتابا من رسول اللہ ﷺ اسی طرح سے رسول اللہ ﷺ نے مہری بن الایض کو ایک دستاویز دی تھی وہ بھی اب تک ان کے قبیلہ کے پاس موجود ہے (۲۲) بنی

عقیل کے ایک شخص نے اپنی قوم کے بڑے بوزھوں کے حوالہ سے ہشام بن محمد بن السائب الکفی کو بتایا کہ مطرف بن عبد اللہ وغیرہ بنی عقیل کا وفد لے کر بنی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضور نے سرخ چڑے پر ایک تحریر لکھوا کر مطرف کے حوالے کی جو ان کے پاس موجود تھی اسی کی رو سے اس قبیلے کے افراد کو لعینیت میں جاگیر ملی تھی ربيع الاول ۳ھ میں کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کے بعد حضور ﷺ نے یہود سے جو معاہدہ فرمایا تھا وہ بعد میں حضرت علیؑ کے پاس موجود تھا۔

آنحضرت ﷺ نے حکمرانوں کے نام جو خطوط روانہ کئے ان میں وحید بن غلیفہ کے ہاتھ قصر روم ہرقل کے نام نامہ مبارک بھیجا جو حاکم بصری کے توسط سے ہرقل کو موصول ہوا اس کے بعد جو طویل واقعہ پیش آیا وہ احادیث و تاریخ کی کتابوں میں بہ تفصیل محفوظ ہے شہنشاہ ایران کسری بن ہرمز کے نام آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن حذافہ کے ہاتھ پیغام اسلام بھیجا عبد اللہ بن حذافہ کہتے ہیں میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک دیا تو اسے پڑھ کر سنایا گیا (سننے کے بعد) کسری نے خط لے کر پڑے کر پڑے کر دیا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللھم مزیق ملکہ (۲۲) ذی قعدہ ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن بلتعہ کو اسکندریہ کے والی موقس کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ فرمایا تو اس کے نام ایک خط تحریر فرمایا اس نے خط پڑھ کر کلمہ خیر کہا اور خط کو ہاتھی دانت کے ڈبے میں مہر بند کر دیا اور حضور ﷺ کو تحریری جواب دیا ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق یہ خط اور بحرین کے صوبہ دار منذر بن ساوی کے نام جو خط آپ ﷺ نے تحریر فرمایا تھا ان کی بھی اصل کا پیاں دست یاب ہو چکی ہیں (۲۳) شجاع بن وہب الاسدی الحارث بن ابی ثمر الغسانی کے پاس نامہ مبارک لے کر گئے المنذر بن ساوی عبیدی کو العلاء بن الحضرمی نے نامہ مبارک پیش کیا سلیط بن عمرو العاصی یمامہ کے گورنر ہو وہ بن علی الحمصی کے پاس گئے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے مختلف قبیلوں (جبلہ بن الاسیم ذی الکلاع ربیعہ بن ذی مرحب اہل الکلاع ربیعہ بن ذی مرحب اہل یمن اہل نجران اہل بجر حصین بن اوسلی الاسلمی خالد بن ضامد الازدی زیاد بن الحارث یزید بن الطفیل عاصم بن الحارث قیس بن الحصین اور قتبان بن ثعلبہ وغیرہ کو نامہ مبارک کے ذریعہ دعوت اسلام اور اسلامی احکام و شرائع بھیجے۔

ان کے علاوہ آپ ﷺ نے متعدد افراد کو بھی مختلف تحریریں عطا فرمائیں مسلم بن حارث تمیمی کو کچھ وصیتیں لکھائیں جو مہر کر کے انہیں مرحمت فرمائی تھی حضرت معاذ بن جبلؓ کے صاحبزادے کے انتقال پر تعزیت نامہ لکھوا کر روانہ فرمایا بنو زہیر بن اقیس کو بہ شرط اسلام ایک امان نامہ جرمی کٹڑے پر تحریر کر کر دیا۔ وائل بن ہجرؓ کو ان کے اپنے بطن (حضرت موت) واپسی پر تین تحریریں مختلف مسائل پر مشتمل عطا فرمائیں عبد اللہ بن حکیمؓ صحابی کے پاس ایک تحریر تھی جس میں مردہ جانوروں کے متعلق احکام تھے حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس سبزیوں کی زکوٰۃ پر ایک تحریر تھی حضرت

رافع ابن خدیجؓ کے پاس آپ ﷺ کی ایک تحریر تھی جس کے مطابق مدینہ منورہ بھی مکہ مکرمہ ہی کی طرح حرم ہے۔ غرض کہ آنحضرت ﷺ نے جو خطوط، حکم نامے، صلح نامے اور انفرادی تحریریں مختلف اوقات میں متعدد سلاطین و قبائل اور عمال کے نام روانہ کی تھیں ان کی تعداد بے شمار ہے، صرف خطوط اور دعوت ناموں کی تعداد ڈھائی سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے، یہ تمام تحریریں اس بات کی شاہد ہیں کہ عہد نبویؐ میں تحریر سے لوگ نامانوس اور نا آشنا نہ تھے، ابتداء ہی سے صحابہ کرام میں اس کا باقاعدہ رواج بھی ہو گیا تھا اور وہ اس سے مکمل طور سے فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔

﴿ حوالے و حواشی ﴾

- ۱۔ صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب التثبت فی الحديث وحکم کتابة العلم.
- ۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب کتابة الامام الناس.
- ۳۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب اتخاذ النبی ﷺ خاتما لما اراد ان یکتب الی المعجم.
- ۴۔ ترمذی سیر ومغازی، ص ۱۱۲، قاضی اطہر مبارک پوری شیخ الہند اکیڈمی دہلی، ۱۴۱۰ھ۔
- ۵۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب عرض الكتاب بعد اہلہ۔
- ۶۔ مسند احمد بن حنبل، ۱۹۱/۵۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب لا یتسوی القاعدون.
- ۸۔ ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورة التوبة.
- ۹۔ شرح زرقانی علی المواہب، ۳/۳۸۶۔ ۱۰۔ ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورة التوبة.
- ۱۱۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب لا یتسوی القاعدون و ترمذی، ابواب التفسیر، باب ما جاء آية لا یتسوی القاعدون.
- ۱۲۔ سنن دارمی، ص ۶۸.
- ۱۳۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القران اصحاب النبی ﷺ، ایک روایت میں ابی بن کعب کی جگہ ابوالدرداء کا نام ہے۔
- ۱۴۔ کتاب الطبقات الکبیرات، ذکر من جمع القرآن علی عهد رسول اللہ ﷺ.
- ۱۵۔ ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فیہ (الکتابة).
- ۱۶۔ کنز العمال، ۵/۲۳۳، کتاب العلم، الفصل الاول فی رواية الحديث و آداب الکتابة.
- ۱۷۔ سنن ابوداؤد، ۲۶۲/۱۔ ۱۸۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الغنم.
- ۱۹۔ ایضاً، کتاب العلم، باب کتابة العلم و ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فیہ (الکتابة).
- ۲۰۔ ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فیہ (الکتابة).
- ۲۱۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۱۶۹، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ادارہ اسلامیات، لاہور۔
- ۲۲۔ طبقات ابن سعد، ۱/۲۸۲، ۳۵۹.
- ۲۳۔ صحیح بخاری میں نام کی صراحت کے بغیر منقول ہے، کتاب العلم، باب ما یدکر فی المناوئۃ و کتاب اهل العلم بالعلم الی البلدان۔ ۲۴۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۲۰۳.